تنوع سب سے پہلے مسلمان علما کے ہاں پیدا ہوا جس کے لیے صحیح بخاری کی کتاب العلم کو دیکھا جا سکتا ہے جس میں مسلمانوں کے ہاں اس بارے میں پائی جانے والی وسعت کا اندازہ ہوتا ہے۔

۳۔ طلبہ میں نظم ونسق کا مسئلہ

اس سلسلے میں سب سے خراب صورت حال طلبہ کے ساتھ معاملات کی ہے۔ دینی مدارس میں طلبہ کے ساتھ اساتذہ کا رویہ اور ان کا معاملہ بے حد افسوس ناک حیثیت رکھتا ہے۔ عام طور پر دینی مدارس میں طلبہ کی وہی حیثیت ہے جو جاگیرداروں اور وڈیروں کے ہاں ان کے مزارعوں اور نوکروں کی ہے اور اگر یہ کہا جائے تو بجا ہوگا کہ دینی مدارس میں طلبہ کے کوئی آئینی حقوق نہیں ہیں۔ اسباق کے دوران طلبہ کو زیادہ سوالات پوچھنے کی اجازت نہیں ہوتی۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میں نے قدوری کے سبق میں اپنے استاد سے یہ پوچھا تھا کہ اگر نماز کے دوران میں نمازی کو ایک سے زیادہ مرتبہ سہو ہو جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟ تو میرے استاد محترم نے جواب دیا تھا کہ ''تم مودودی کی طرح خواہ مخواہ کے سوال نہ اٹھایا کرو۔'' یہ کہہ کر انہوں نے اس کا مزید جواب دینے سے انکار کر دیا تھا۔ بعض اساتذہ سوال پوچھنے پر اپنی درس گاہ سے طالب علم کو نکال دیتے ہیں جس سے واضح ہو جاتا ہے کہ ہمارے ہاں دینی مدارس میں طلبہ کی ذہنی استعداد بڑھانے اور اس بارے میں ان کی رہنمائی کرنے کے بجائے ان کے اندر موجود علمی اور فکری صلاحیتوں کو کچلنے پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔

علاوہ ازیں مدارس میں طالب علموں کا گلا گھونٹنے کا قدم قدم پر بندوبست ہوتا ہے تاکہ ان کے اندر سے ''لا الہ الا اللہ'' کی کوئی آواز بلند نہ ہو سکے۔ یہ طالب علم انتہائی خوف کے عالم میں تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ مدارس کی انتظامیہ ہر ممکن طریقے سے طالب علموں کی تذلیل گوارا اور روا رکھتی ہے۔ سب سے زیادہ دکھ ذہنی اور فکری تذلیل کا ہے جس کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیا جاتا۔ ان رویوں اور طریقوں کو بدلنے کی ضرورت ہے۔ چونکہ دینی مدارس میں تعلیم حاصل کرنے والے زیادہ تر طلبہ کا تعلق پس ماندہ علاقوں اور پس ماندہ خاندانوں سے ہوتا ہے، اس لیے وہ اس گھٹے ہوئے اور تذلیل وتحقیر کے ماحول کو برداشت کرنے پر مجبور ہیں، لیکن ان کے ساتھ روا رکھا جانے والا یہ رویہ ان کے اندر موجود ان کی ذہنی اور فکری صلاحیتوں کے خاتمے کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ ایسے لوگوں سے یہ توقع رکھنا کہ وہ احیا واشاعت دین کا کام کریں گے، احمقانہ سی بات ہے۔ موجودہ زمانے میں طلبہ سے ڈیلنگ بھی ایک مستقل فن اور ایک مستقل علم بن چکا ہے اور اس کے لیے بھی اساتذہ کی بھرپور توجہ کی ضرورت ہے۔

مختصراً یہ کہ اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ ہمارے دینی مدارس میں اساتذہ کی تربیت کا کوئی معقول نظام اپنایا جائے۔ یہ کام وفاق المدارس کی سطح پر بھی کیا جا سکتا ہے اور مختلف مدارس کی سطح پر بھی۔ جن مضامین اور موضوعات میں انہیں تربیت کی ضرورت ہے اور جن جن طریقوں سے انہیں تربیت مہیا کی جا سکتی ہے، ان کا تعین باہم مشاورت سے کیا جا سکتا ہے۔ آئندہ کے لیے ایسا ماحول پیدا کیا جائے کہ دینی مدارس میں بطور استاد ہونے والی نئی بھرتی میں انہی تربیت یافتہ اساتذہ کو موقع دیا جائے۔ اس سے دینی مدارس کی تعلیم میں بہتری آئے گی اور طالب علم کے ذہنی افق میں اضافہ ہوگا۔

آرا و افکار